خاتم النبیینؐ...... تکمیل نبوت۔ تکمیل دین

مولانا سید ابوالحسن ندویؒ

اللہ تعالیٰ نے ادیانِ سابقہ کے ساتھ اشاعت دین کا معاملہ فرمایا' اور آخری دین کے آنے سے پہلے اور نبوت کے ختم ہونے سے پیشتر ان کے ذریعے لاکھوں انسانوں کو ہدایت اور ان کو نجات حاصل ہوئی' لیکن چونکہ ان ادیان کو قیامت تک باقی رہنا نہیں تھا' اس لئے حفاظتِ دین کا ان کے لئے نہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا اور نہ قرآن مجید میں اس کی کوئی تصریح ہے' اس کے برخلاف قرآن مجید میں ان ادیان کے متعلق ہے۔

بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ وَكَانُوْا عَلَيْهِ شُهَدَآءِ.

(المائدہ۔۴۴)

کیونکہ وہ (علمائے یہود و نصاریٰ) کتاب خدا کے نگہبان مقرر کئے گئے تھے' اور اس پر گواہ تھے (یعنی حکم الٰہی کا یقین رکھتے تھے۔)

ایک طرف اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے متعلق فرماتا ہے: اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ دوسری طرف صحف سابقہ کے بارہ میں فرماتا ہے۔ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ كِتٰبِ اللّٰهِ. (وہ لوگ علمائے یہود و نصاریٰ) کتاب اللہ کی حفاظت کے ذمہ دار بنائے گئے) اور ایک جگہ بھی یہ نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ نے قدیم آسمانی کتابوں کی حفاظت کا خود ذمہ لیا ہے۔

اس میں بہت بڑا دخل ان ادیان میں ختم نبوت کے عقیدہ اور اعلان کے نہ ہونے کو ہے' مدعیانِ نبوت کے سلسلہ کو روکنے کے لئے ان ادیان میں کوئی دیوار نہیں بنائی گئی' کوئی پشتہ تعمیر نہیں کیا گیا' کوئی اعلان نہیں کیا گیا' نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں مدعیان نبوت یکے بعد دیگرے پیدا ہوتے رہے' لوگ ان کی دعوتوں سے متاثر ہوتے رہے اور یہودی اور مسیحی دنیا

کو ایک شدید ذہنی اور مذہبی انتشار سے واسطہ پڑتا رہا۔

یہودی اور مسیحی تاریخ کو پڑھنے والا اس بات کو صاف طریقہ پر دیکھتا ہے کہ مدعیان نبوت کا کثرت سے پیدا ہونا یہودی دنیا کے لئے اپنے حلقہ اثر میں اور مسیحی دنیا کے لئے اپنے حلقہ اثر میں، ایک عظیم الشان آزمائش اور فتنہ بنا ہوا تھا، یہ ان کے لئے ایک زبردست بحران (Crisis) اور ایک اہم مسئلہ (Problem) کی حیثیت رکھتا تھا، مجھے سب سے پہلے اس کی طرف توجہ علامہ اقبال (اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند فرمائے) کی تحریر سے منعطف ہوئی کہ انہوں نے (میرے مطالعہ میں) پہلی مرتبہ یہ لکھا ہے کہ ختم نبوت اس امت کا طرۂ امتیاز اور اس کے حق میں نعمت عظمیٰ ہے، اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ عظیم الشان نعمت عطا فرمائی ہے کہ ختم نبوت کا مختتم اعلان کر دیا گویا انسانوں کو یہ بتایا کہ اب تمہیں بار بار وحی کے انتظار میں آسمان کی طرف دیکھنا نہیں ہے، اب زمین کی طرف دیکھو، اپنی توانائیاں اور صلاحیتیں زمین کو (جس میں تم خلیفۃ اللہ فی الارض بنائے گئے ہو) آباد کرنے اور اپنی صلاحیتوں سے انسانوں کی قسمت بدلنے، سہولت بہم پہنچانے، اور ان کے لئے وہ ماحول مہیا کرنے میں صرف کرو جو ان کو نجات اُخروی اور سعادت دنیوی کے حصول میں معاون ہو، اب تم اپنی توانائی اس میں ضائع نہ کرو کہ ہر تھوڑے وقفہ کے بعد آسمان کی طرف دیکھا کرو کہ کوئی نیا نبی تو نہیں آرہا ہے، کوئی نیا الہام تو نہیں ہو رہا ہے؟ آسمان سے براہ راست کوئی نئی راہنمائی ہونے والی ہے؟ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ ختم نبوت ایک ایسی نعمت ہے جس نے امت کو انتشار، ذہنی کشمکش، اور جعل سازوں کی سازشوں کا شکار ہونے سے بچا لیا۔[1]

میں نے اس روشنی میں یہودیت اور مسیحیت کی تاریخ براہ راست پڑھنی شروع کی تو میں نے دیکھا کہ یہودی اور مسیحی علماء سر پکڑ کر (اور اس کو "مبالغہ" نہیں کہہ رہا ہوں) رو رہے ہیں، اور اس پر پریشانی کا اظہار کر رہے ہیں کہ ہم کیا کریں؟ عجیب مصیبت ہے، روز ایک نیا مدعی نبوت پیدا ہوتا ہے، اس کو صادق و کاذب ثابت کرنے کے لئے کوئی پیمانہ

---

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو علامہ اقبال کے مدارس کے لکچرز۔

Reconstruction of Religious thought in islam.

اور اس کا ترجمہ۔ از نذیر نیازی؟ "تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ"

چاہئے اور وہ بھی ایسا ہونا چاہیئے جو سب کو سمجھ میں آئے' ہماری طاقت اور ذہانت اسی میں صرف ہو رہی ہے کہ ہم یہ ثابت کریں کہ فلاں جعلی مدعی نبوت ہے' فلاں دجال کذاب ہے' صدیوں تک یہودی اور مسیحی دنیا اس آزمائش میں مبتلا رہی ہے۔

میں یہاں معتبر یہودی وعیسائی مآخذ کے صرف دو اقتباس پیش کرتا ہوں' امریکی برطانی جیوش ہسٹاریکل کا ایک فاضل رکن Albert M. Taymson (البرٹ ایم ٹائمسن) انسائیکلو پیڈیا مذاہب واخلاق'' میں لکھتا ہے:

''یہودی حکومت کی آزادی سلب ہو جانے کے بعد پچھلی چند نسلوں تک بہت سے خود ساختہ مسیحاؤں کا ذکر یہود کی تاریخ میں ملتا ہے' جلاوطنی کے تاریک ترین زمانوں میں امید اور خوشخبری کے یہ پیغامبر' خود ساختہ قائدین کی حیثیت سے یہود کو ان کے وطن (جہاں سے ان کے آباؤ اجداد) نکال باہر کئے گئے تھے) واپس لے جانے کی امیدیں دلاتے رہتے تھے' اکثر اوقات اور خصوصاً قدیم زمانہ میں ایسے ''مسیح'' ان مقامات پر اور ایسے زمانہ میں پیدا ہوتے تھے' جہاں یہود پر ظلم وستم انتہا کو پہنچ جاتا تھا اور اس کے خلاف بغاوت کے آثار پیدا ہو جاتے تھے' اس قسم کی تحریکیں عموماً سیاسی نوعیت کی حامل ہوا کرتی تھیں' خصوصاً بعد کے زماہ میں تو تقریباً ہر تحریک کا یہی رنگ تھا' اگرچہ مذہبی عنصر سے کم عاری ہوا کرتی تھیں' لیکن اکثر ان کے بانی بدعات کو فروغ دے کر اپنی سیادت کا دائرہ اور اثر و رسوخ بڑھانے کی کوشش کرتے تھے' جس کے نتیجہ میں یہودیت کی اصل تعلیمات کو بہت نقصان پہنچتا تھا' نئے نئے فرقے جنم لیتے اور پھر بالآخر عیسائیت یا اسلام میں ضم ہو جاتے تھے۔'' (Encyclopedia of Religion And ethics.)

Edwin Knox Mitchell ہارٹ فورڈ (Hartford) کے مدرسہ مسیحیت کو پیش آنے والے اس ابتلا کے بارہ میں لکھتے ہیں:

''ان جھوٹے نبیوں کے ظہور نے جو ماورائی حکمت Superior wisdom کے مدعی ہوتے تھے' بہت جلد بے اعتمادی پیدا کر دی اور کلیساؤں اور ان کے رہنماؤں کو اس خطرہ کا احساس دلایا جو ان کی فلاح و بہبود کے گرد منڈلا رہا تھا' تاہم ابھی کوئی ایسا تادیبی طریقہ وجود میں نہیں آیا تھا' جو جانا پہچانا بھی ہوتا' اور ان مکاروں کا زور ختم کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو' جنہیں یہ دعویٰ تھا کہ خدا ان سے کلام کرتا ہے' اور ان پر بذریعہ وحی اپنے راز ہائے سربستہ منکشف کرتا ہے' ابھی تک کوئی ایسا معیار نہیں دریافت ہو پایا تھا' جس کے ذریعہ ان مدعیان روحانیت کی صداقت کا امتحان لیا جاسکتا' ایسے معیار کا دریافت ہونا قطعاً ضروری تھا' اور اگر یہ دریافت نہ بھی ہوتا تو بھی کلیسا اس کی تخلیق کرکے رہتا تاکہ اس کے ذریعہ مذہب کو بنیادی اصولوں میں انتشار اور زندگی کو الحاد کے راستہ پر جا پڑنے سے بچا سکے۔ اور اس طرح خود اپنی حفاظت کا انتظام کر سکے۔ (Encylopedia of Religion and Ethics vol. 1,0,)

آپ خیال کیجئے کہ جب یہ صورت حال ہو تو پھر دوسرے کام کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہاں پر ہمیں اس حدیث کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے جس کو ہم پڑھتے پڑھاتے رہتے ہیں' میں بھی انہی لوگوں میں ہوں جنہوں نے الحمد للہ حدیث کا درس لیا اور دیا بھی لیکن سچی بات یہ ہے کہ اس وقت ہم اس حدیث کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھ نہیں سکے' لیکن جب ختم نبوت کا مسئلہ آیا اور ان یہودیوں اور عیسائیوں کی ذہنی پریشانی اور بحرانی کیفیت کا علم ہوا تو اس حدیث کو ہمیں سمجھنے میں مدد ملی' بخاری کی حدیث ہے۔

جاء رجل من اليهود الى عمر بن الخطاب. رضى الله عنه. فقال: يا امير المومنين انكم تقرأون اية فى كتابكم ' لو علينا معشر اليهود نزلت لا تخذنا ذلک اليوم عيداً' قال: وأى آية؟ فقال قوله: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَکُ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِیْ "فقال عمر . رضى الله عنه. والله انى لا علم اليوم الذى نزلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم. والساعة التى نزلت فيها على رسول الله . صلى الله عليه وسلم . عشية عرفة يوم جمعة." (روایت صحیح بخاری' کتب صحاح و سنن' مسند امام احمد بن حنبل (الفاظ مسند احمد بن حنبل کے ہیں)

اس میں ہر چیز قابل توجہ ہے' معمولی یہودی نہیں ایک یہودی عالم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے آ کر کہا کہ امیر المومنین ! آپ اپنی مقدس کتاب میں ایک ایسی آیت پڑھتے ہیں کہ اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس روز کو روز جشن بنا لیتے' لیکن آپ لوگ آسانی سے پڑھ جاتے ہیں' (آپ کو اندازہ نہیں کہ وہ آیت کتنی عظیم الشان وہ ایک حد فاصل' اور امت کے حق میں ایک نعمت ہے!) حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ وہ کون سی آیت ہے' یہودی نے کہا" اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ الخ" حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم اس روز بلکہ اس وقت کو بھی خوب جانتے ہیں' جب آنحضرت ﷺ پر وہ نازل ہوئی تھی' وہ جمعہ کا دن اور عرفہ کی شام تھی۔

اس جواب میں فاروقی ذہن اور فاروقی راہنمائی کام کرتی نظر آتی ہے' آپ نے فرمایا کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وقوف عرفہ کی دن یہ آیت نازل ہوئی' یہ تو رکھی رکھائی عید ہے' اس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ ہمیں کسی نئے تہوار اور جشن کی ضرورت نہیں (اور اسلام حقیقتاً تہواروں اور جشنوں کا مذہب بھی نہیں ہے۔)

میں اس یہودی کے فہم کی اور اس کی نظر کی داد دیتا ہوں' اس کا بیان ایک تاریخی

شہادت کا درجہ رکھتا ہے' یہ شہادت روایتی اور تاریخی طور پر بھی معتبر ہے'اور قرائن و آثار کے اعتبار سے بھی قابل فہم ہے'اس حدیث نے ثابت کردیا کہ ایک یہودی عالم کی شہادت کے مطابق (جو اپنے مذہب) کا واقف کار اور مستند نمائندہ ہے) یہودی مذہب میں کوئی ایسا اعلان نہیں کہ نبوت ختم ہوگئی' اور ہمارے یہاں اس کا صاف اعلان موجود ہے' اگر ہمارے سامنے وہ یہودی عالم ہوتا تو آپ دیکھتے کہ اس کے چہرے پر کیا اتار چڑھاؤ ہے اور حسرت و افسوس کے کیا آثار ہیں؟ اگر کوئی شخص اس کے الفاظ کی طاقت اور اس کی تعبیر کی گیرائی اور گہرائی پر غور کرے تو اس کو کچھ اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس نے کس طرح اور کس حسرت سے اپنے اس مفہوم کو ادا کیا ہوگا' اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس مذہب کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس طرح کا کوئی اعلان نہیں کیا گیا تھا' اللہ تعالیٰ نے ہمارے دین اسلام کو یہ خصوصیت عطا فرمائی اور دین کے مختتم محکم و کامل ہونے کا آخری طور پر اعلان فرما دیا۔

میں یہاں پر یہ عرض کردوں کہ اسلامی تاریخ میں یہ دونوں فرض (اشاعت دین اور حفاظت دین) دوش بدوش اور ساتھ ساتھ چلتے رہے ہیں' لیکن اشاعت دین کے لئے ان دقیق و عمیق بلند و نازک صفات کی اتنی ضرورت نہیں' جتنی حفاظت دین کے لئے ضرورت ہے' اشاعت دین کا جہاں تک تعلق ہے' وہ بادشاہوں کے ذریعہ سے بھی ہوئی' فاتحین ممالک اور بانیان سلطنت کے ذریعہ سے بھی ہوئی' تنہا ولید بن عبدالملک کی خلافت کے دور میں (جس کو ہم معیار نہیں سمجھتے) لاکھوں اور ممکن ہے کروڑوں آدمی مسلمان ہوئے ہوں اس لئے کہ جس وسعت کے ساتھ ولید کے زمانے میں دنیا فتح ہوئی اس کی نظیر دوسرے خلفاء و سلاطین کے عہد میں مشکل سے ملے گی' عقبہ بن نافع دمشق سے چلتے ہیں' اور مصر سے لے کر لیبیا' طرابلس' الجزائر' تونس ' اور مراکش و رباط تک پہنچ جاتے ہیں' شمالی افریقہ کی پوری پٹی مسلمان ہو جاتی ہے' وہ بحر ظلمات میں گھوڑے ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے اللہ یہ سمندر حائل نہ ہوتا تو میں تیری زمین کے آخری سرے تک تیرا دین پھیلاتا چلا جاتا' میں نے اپنے سفر مغرب کے دوران وہ جگہ دیکھی ہے جس کا نام آج تک "اسفی" ہی ہے' معلوم ہوا کہ انہوں نے اس حسرت اور خلوص کے ساتھ وہ لفظ کہے تھے کہ آج تک اس جگہ کا نام اسفی ہے۔ (تاریخ الکامل ابن اثیر ج ۳ ص ۴۲' ۴۳۔)

جہاں تک اشاعت دین کا تعلق ہے' اللہ تعالیٰ فاتحین' و قائدین عساکر اسلامیہ

کو جزائے خیر دے' ہمیں ان کا احسان ماننا چاہئے' ان کے لئے کلمہ خیر کہنا چاہئے' میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو فاتحین و قائدین کے سارے کارناموں پر یکسر پانی پھیر دیتے ہیں اور ان کو خالص دنیا دار اور دنیا طلب سلاطین و ملوک کی طرح پیش کرتے ہیں' اللہ نے ان سے بڑا کام لیا' خلفائے بنی امیہ کے ذریعہ اور دوسرے مسلمان سلاطین کے ذریعہ پیمانہ پر اشاعت اسلام ہوئی۔

لیکن اشاعت اسلام کے لئے ان نازک صفات' اندرونی روحانی طاقت اس دین پر اعتماد کلی اور اس کے بارے میں مکمل شرح صدر اور اس غیرت دینی کی اتنی ضرورت نہیں جتنی حفاظت دین کے لئے ضرورت ہے.......... اس لئے حفاظت دین کا فریضہ علماء کے سپرد کیا گیا ہے' نائبین رسول کے سپرد کیا گیا ہے' اشاعت دین میں دونوں شریک ہیں' اس میں کوئی شبہ نہیں' سیدنا عبد القادر جیلانی اور ان کے متبعین کے ذریعہ افریقہ میں اسلام جس طرح پھیلا حضرمی سادات وشیوخ وتجار کے ذریعے ملیشیا اور انڈونیشیا جس طرح مسلمان ہوئے نائب رسول اللہ (میں یہ لفظ قصداً استعمال کر رہا ہوں کہ حضرت سید احمد شہید رحمتہ اللہ علیہ سب بزرگوں کا نام اس طرح لیتے ہیں جس طرح لینا چاہئے لیکن جب خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کا نام لیتے ہیں تو نائب رسول اللہ ضرور کہتے ہیں۔)

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور ان کے جانشینوں کے ذریعہ اسلام جس طرح پھیلا ہے' افسوس ہے کہ اس کا مفصل ریکارڈ موجود نہیں ہے۔ مگر تاریخ سے متواتر یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ابو الفضل جیسا Secular مؤرخ بھی بلند الفاظ میں اس کا اعتراف کرتا ہے۔ (ملاحظہ ہو آئین اکبری ص ۲۷۰)

ہندوستان کی اشاعت اسلام کی تاریخ میں تین نام اور بہت نمایاں نظر آتے ہیں' امیر کبیر سید علی ہمدانی جن کے ہاتھ پر کشمیر کا بڑا حصہ مسلمان ہوا' شیخ اسماعیل لاہوری۔ اور خواجہ فرید الدین گنج شکر (ملاحظہ ہو "دعوت اسلام" (ترجمہ Preaching of Islam از پروفیسر آرنلڈ) ص ۲۷۸ ۔ ۲۷۹ و ص ۲۸۸ ۔ ۲۸۹ (اردو) طبع لاہور۔ ۱۹۷۲ء) تیرھویں صدی ہجری کے ایک باخبر عالم و مؤرخ مولانا عبد الاحد کہتے ہیں کہ حضرت سید احمد شہیدؒ کے ہاتھ پر چالیس ۴۰۰۰۰ ہزار آدمی مسلمان ہوئے۔ (سوانح احمدی)

لیکن حفاظت دین کا اب سارا انحصار ہمارے علماء پر ہے' ہمارے مدارس کے

فضلاء پر ہے' اور میں اس سلسلہ میں عرض کرتا ہوں کہ اس کی پیشین گوئی موجود ہے' مشکوٰۃ شریف میں حدیث موجود ہے:

یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتأویل الجاهلین

(مشکوٰۃ فصل ثانی ص ۳۶)

"اس علم کے حامل ہر نسل میں وہ لوگ ہوں گے جو دیانت وتقویٰ سے متصف ہوں گے وہ اس دین کی غلو پسندوں کی تحریف اہل باطل کی غلط نسبت وانتساب اور جاہلوں کی تاویلات سے حفاظت کریں گے۔"

میں پھر آپ سے کہتا ہوں کہ:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى○اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى○ (سورہ النجم: ۳۔۴)

(اللہ کے نبی) نہ خواہش نفس سے منہ سے بات نکالتے ہیں' یہ قرآن تو حکم خدا ہے جو ان کی طرف (بھیجا جاتا ہے۔)

ایک نبی مرسل اور صادق ومصدوق کی زبان ہی سے یہ الفاظ نکل سکتے ہیں' اسلام کی پوری تاریخ اصلاح وتجدید آپ پڑھیں' حفاظت دین کے جتنے کام ہوئے ہیں' صیانت دین کے جتنے کام ہوئے ہیں' ان میں سے ہر کام ان عنوانوں میں سے کسی نہ کسی عنوان کے تحت آتا ہے' افسوس ہے کہ ہم نے ان الفاظ کے اعماق اور آفاق کا جائزہ نہیں لیا اور ان کا صحیح اندازہ نہیں کیا' الفاظ کے لئے اعماق بھی ہوتے ہیں' آفاق بھی' الفاظ نبوی کے آفاق بھی وسیع سے وسیع تر اور اعماق بھی عمیق سے عمیق تر ہیں' اللہ کے برگزیدہ رسول کے سوا چودہ سو برس پہلے کوئی نہیں کہہ سکتا تھا "**ینفون عنه تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتأویل الجاهلین**" ساری تاریخ اصلاح وتجدید اس کی تشریح ہے۔

اب میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ان فتنوں میں جو امت کی تاریخ میں رونما ہوئے فتنہ قادیانیت سرفہرست ہے' مجھے تاریخ کے اس حصہ سے خصوصی دلچسپی رہی ہے' جس کا تعلق

ملت اسلامیہ کے دین و عقائد فکر و رجحان اور تحریکوں سے رہا ہے' اس لئے میں اپنے محدود مطالعہ کی روشنی میں کہہ سکتا ہوں' کہ ظہور اسلام سے لے کر اس وقت تک کوئی فتنہ اسلام کی تاریخ میں اتنا نازک اور ابتلا کا نہیں تھا' جتنا قادیانیت' اس کا خطرناک پہلو یہ ہے کہ وہ ایک مستقل دین اور متوازی امت کی تشکیل کی دعوت ہے' اس لئے ہمارے بہت سے ان علماء حضرات کو جنہوں نے اس موضوع پر قلم اٹھایا (اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند فرمائے) اس پہلو کے تفصیلی و تنقیدی مطالعہ کا موقع نہیں ملا' بہت سی چیزیں زمان و مکان سے متعلق ہوتی ہیں' ذہانت' وفور علم' اس کے ذہانت' وفور علم' اس کے ادراک کے لئے کافی نہیں' جو واقعہ ابھی پیش نہیں آیا' جو دعوے ہمارے سامنے نہیں آئے' ان دعووں کا ہم پہلے سے نوٹس کیسے لے سکتے ہیں' حقیقتاً قادیانی لٹریچر اس طرح کھلے طریقہ سے سامنے نہیں آیا تھا کہ یہ حضرات یہ اندازہ کرتے' ہمارے بہت سے مناظرین اور مدافعین نے (جو ہمارے اعتراف و احترام کے مستحق ہیں) بیشتر ایک اسلامی فرقہ کی حیثیت سے قادیانیت پر نظر ڈالی' اور اسی دائرہ کے اندر اس کا احتساب کیا' لیکن معاملہ یہ نہیں ہے' معاملہ یہ ہے کہ وہ ایک متوازی امت اور ایک مستقل دین کی داعی ہے' یہاں پورا دینی نظام ترتیب دیا گیا ہے' شعائر کے مقابلہ میں شعائر مقدسات کے مقابلہ میں مقدسات' مرکز کے مقابلہ میں مرکز' قبلہ کے مقابلہ میں قبلہ' محبت کی جگہ پر محبت' عظمت کی جگہ پر عظمت' ایک طریق فکر و استدلال کی جگہ پر دوسرا طریق فکر و استدلال' کتابوں کی جگہ پر کتابیں' ہر چیز کا انہوں نے بدل مہیا کیا ہے' او ہر چیز انہوں نے متبادل دی ہے' یہاں تک کہ اسلامی تقویم کی قمری و ہجری مہینوں کے مقابلہ میں انہوں نے مہینوں کے نئے نام رکھے ہیں' اتنا وقت نہیں ہے کہ اس کو تفصیل سے بیان کیا جا سکے' متعدد کتابوں میں اس کی تفصیلات اور نمونے ملیں گے' خود میری کتاب ''قادیانیت'' میں ایک مستقل باب ''ایک مستقبل دین اور ایک متوازی امت'' کے عنوان سے ہے۔

ہمیں یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ ''قادیانیت'' ایک مستقل دین اور متوازی امت بنانے کی کوشش ہے' بلکہ مرزا صاحب کو انبیاء علیہم السلام پر بھی فضیلت دی گئی ہے مجھے پھر کہنا پڑتا ہے کہ علامہ اقبال نے اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھا' میرے علم میں انہوں نے اپنے ان انگریزی مضامین میں جو جواہر لال نہرو صاحب کے اٹھائے ہوئے اس سوال کے جواب میں کہ قادیانیت کے خلاف مسلمانوں میں آخر اتنا جوش و خروش کیوں پایا جاتا

ہے' وہ بھی ایک مسلمان فرقہ ہے' کمال اتاترک نے بھی دین میں اصطلاحات کیں' وہ بھی بعض نئی چیزیں پیش کرتے ہیں (مقالات شائع شدہ اخبار Statement) لیکن ان کے خلاف تکفیر و تنقید کی یہ ہنگامہ آرائی نہیں ہوئی' علامہ اقبال نے اس بات کو واضح کیا کہ اس امت کی اجتماعیت مربوط ہے ختم نبوت کے عقیدہ سے' یہ خاص توفیق الٰہی تھی' میں اس کو اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ کے مدد اور ۔ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. کی تفسیر سمجھتا ہوں' اگر خدانخواستہ علامہ اقبال کو اس بارے میں ذرا سا تردد پیدا ہو جاتا ہے' یا وہ تذبذب کا شکار ہوتے تو اس نئی تعلیم یافتہ نسل کو بچانا کسی کے بس میں نہیں تھا' لیکن ان مخلصین کی دعاؤں کا نتیجہ ہے' کہ اللہ کی توفیق سے علامہ اقبال کا ذہن اس بارہ میں بالکل صاف تھا' انہوں نے اس سلسلہ میں علمی و فکری انداز پر بڑا اہم کردار ادا کیا' انہوں نے اپنے اس انگریزی مضمون میں جو جواہر لال صاحب کے جواب میں شائع ہوا یہ لکھا ہے کہ ''اسلام بحیثیت دین و مذہب اپنے عقائد اور اپنی شریعت پر قائم ہے لیکن بحیثیت ایک معاشرہ و جماعت یہ امت ختم نبوت کے عقیدہ پر قائم ہے' اسلام کے قیام کے لئے اس کی شریعت کافی ہے' لیکن جہاں تک امت کا تعلق ہے اس امت کی شیرازہ بندی' اس امت کا باہمی ربط' اس امت کا دوام اس کا تسلسل ختم نبوت کے عقیدہ سے وابستہ ہے۔'' (ملاحظہ ہو Islam and Ahmadism شائع کردہ ''مجلس تحقیقات و نشریات اسلام) ندوۃ العلماء لکھنؤ۔

اور دوسری بات ان کی گرفت میں یہ آئی کہ یہ فتنہ برطانوی حکومت اور مغربی اقتدار کی سازش اور ایک گہری اور دورس منصوبہ بندی کا جز ہے' اور یہ ایک ایسی تاریخی حقیقت ہے' جس کا دستاویزی ثبوت موجود ہے' خود مرزا صاحب اپنی کتاب ''تریاق القلوب'' میں لکھتے ہیں:

> ''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھیں ہیں کہ اگر وہ اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں' میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب' مصر اور شام اور کابل و روم تک پہنچا دیا ہے' میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ

مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی و مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں' ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔'' (تریاق القلوب ص ۱۵)

انہوں نے لفٹنٹ گورنر پنجاب کو ۲۴ فروری ۱۸۹۸ میں جو درخواست پیش کی تھی' اس میں اپنے خاندان کو اپنی ذات کو گورنمنٹ برطانیہ کا وفادار اور جانثار اور سرکار انگریزی کا ''خود کاشتہ پودا'' کے نام سے موسوم کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۹ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مقرر کی کتاب) ''قادیانیت فصل دوم'' انگریزی حکومت کی تائید اور جہاد کی ممانعت'' علامہ اقبال نے بڑے لطیف اور حکیمانہ انداز میں اس ربط و تعلق کو ظاہر کیا ہے' جو قادیانیت کی تحریک اور برطانوی سیاست کے مصالح و مفادات کے درمیان پایا جاتا ہے۔ (خود مرزا قادیانی نے صاف لفظوں میں اس ربط و تعلق کا اعتراف کیا ہے) ''امامت'' کے عنوان سے وہ فرماتے ہیں۔

تو نے پوچھی ہے امامت کی حقیقت مجھ سے
حق تجھے میری طرح صاحب اسرار کرے
ہے وہی تیرے زمانہ کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
موت کے آئینہ میں تجھ کو دکھا کر رخ دوست
زندگی اور بھی تیرے لئے دشوار کرے
دے کے احساس زیاں تیرا لہو گرما دے
فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کرے
فتنہ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلمان کو سلاطین کا پرستار کرے

''نبوت'' کے عنوان سے فرماتے ہیں۔

میں نہ عارف نہ مجدد نہ محدث نہ فقیہہ
مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوت کا مقام

ہاں مگر عالم' اسلام پہ رکھتا ہوں نظر
فاش ہے مجھ پہ ضمیر فلک نیلی فام
عصر حاضر کی شب تار میں دیکھی میں نے
وہ حقیقت کہ ہے روشن صفت ماہِ تمام
وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں شوکت و قوت کا پیام

یہ وہ شخص کہہ رہا ہے جس نے کیمبرج کی یونیورسٹی میں اعلیٰ تعلیم پائی' اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں کو پنجاب میں پیدا کیا (میں مولانا سید محمد علی مونگیریؒ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ مولانا محمد حسین بٹالویؒ علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور ان کے رفقاء و تلامذہ نیز پروفیسر الیاس برنی' مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی وغیرہ ہم کا ذکر نہیں کروں گا کہ وہ سب ایک مستقل مضمون بلکہ رسالہ و کتاب کے مستحق ہیں) آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ ان کو دعاؤں میں یاد رکھیں' ایک علامہ اقبال دوسرے مولانا ظفر علی خان ایڈیٹر ''زمیندار'' اگر یہ دونوں وقت پر میدان میں نہ آتے تو نئی نسل کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا ' جو ہماری زبان نہیں سمجھتی' ان کو علامہ اقبال کی اس عمیق و موثر اور سحر انگیز شاعری اور ظفر علی خان کے زور و کلام نے قادیانیت کے آغوش میں جانے سے روکا۔

حضرات فضلاء' طلبائے عزیز' مہمانانِ کرام! میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ حفاظت دین کا فرض آج بھی اس طریقہ سے علماء اور طالبانِ علوم دینیہ اور ہماری درس گاہوں میں پرورش پانے والوں اور نائبانِ رسول کے ذمہ ہے' جیسے کہ پہلی صدی سے لے کر اس وقت تک رہا ہے' اس لئے بر موقع اور صحیح جگہ پر یہ مجلس مذاکرہ' یہ کانفرنس منعقد ہو رہی ہے' میں نے عرض کیا کہ حفاظت دین کے شرائط و صفات' اشاعت دین کے شرائط و صفات سے زیادہ دقیق زیادہ عمیق' زیادہ نازک اور زیاہ اہم ہیں' اس کے لئے دین کا عمیق فہم ہونا چاہئے' اس کے لئے صاحب فن اور ماہرین علوم دینیہ اساتذہ سے استفادہ و تلمذ اور براہ راست دین کے سمجھنے اور عربی زبان پر عبور حاصل کرنے کی ضرورت ہے' اس کے لئے تفسیر و حدیث اور تاریخ اصلاح و تجدید کے وسیع مطالعہ کی ضرورت ہے' پھر ایک بیدار ضمیر اور اس سے بھی بڑھ کر حمیت دینی و غیرتِ اسلامی کی ضرورت ہے۔ ع

میرے دیکھئے ہوئے ہیں مشرق و مغرب کے مے خانے

آپ کے اسلاف کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔

میں اپنے مطالعہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ دسویں صدی ہجری سے لے کر اس وقت تک حفاظت دین کا فریضہ اس گروہ قدسی نے ادا کیا جس کے سرخیل اور سرگروہ سیدنا مجدد الف ثانی ؒ ہیں (۹۷۱ھ۔۱۰۳۲ھ) شیخ الاسلام ابن تیمیہ (برد اللہ مضجعہ) کے بعد ہمیں اس پایہ کے مجدد دین' اور اس پایہ کے محافظین دین کم نظر آتے ہیں' لیکن مجدد الف ثانی ؒ کے عہد سے لے کر (جن کی ولادت ۹۷۱ھ میں ہوئی اور ۱۰۳۲ھ میں وفات ہے) ہمارے اس عہد تک کم س کم برصغیر ہند میں۔ یہ فریضہ ان درس گاہوں اور علمی و دینی مرکزوں کے فضلائے نے انجام دیا جو حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ ؒ کے فکر و مسلک اور ان کے بنائے ہوئے نقشہ پر قائم ہوئے' اور آج بھی یہ ان کے کرنے کا سب سے بڑا کام ہے۔

گماں مبر کہ بپایاں رسد کا رمغاں

ہزار بادۂ ناخوردہ دررگِ تاکست

اس وقت آپ کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ ہندوستان میں دین کا فہم' دین کی صحیح تعبیر' دین کا صحیح تصور' اور دین کی اصل بنیادیں متاثر نہ ہونے پائیں' یہ سب سے بڑا فریضہ ہے مدارس عربیہ کے فضلاء اور ان سے انتساب رکھنے والے علماء و اہل فکر کا' صیانت دین و حفاظت دین کا میدان علماء ہی کا میدان ہے' اور علماء ہی اس میدان کا حق ادا کر سکتے ہیں' اس لئے میں نے یہ عرض کیا کہ اس کے لئے ان محاذوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے' جن کا ذکر حدیث بالا ''**ینفون عنه تحریف الغالین و انتحال المبطلین وتاویل الجاهلین.**'' میں آیا ہے' ہمیں حضور ﷺ نے فصول و ابواب دے دیئے ہیں' ہم کو اہم ناکوں اور فیصلہ کن محاذوں پر کھڑا کر دیا ہے' فتنے کے دروازے کیا ہیں' ''**تحریف الغالین...... انتحال المبطلین ...... تاویل الجاهلین.**'' اور میں اپنے قابل احترام فاضل دوستوں سے کہتا ہوں کہ اس وقت نہیں ایک دن دو دن سوچ کر کوئی چوتھا عنوان تجویز کریں جو اس حدیث میں نہیں آیا ہے' وہ دیکھیں گے کہ وہ عنوان ان میں سے کسی نہ کسی عنوان کے تحت آ جاتا ہے' اس میں دعویداران نبوت بھی آتے ہیں' دین میں تحریف کرنے والے بھی آتے ہیں' اہل الحاد بھی آتے ہیں' برخود غلط تجدد و ترقی پسند بھی آتے ہیں' بدعات

کے داعی بھی آتے ہیں' باطنیہ بھی آتے ہیں' فرق ضالہ کے ترجمان بھی آتے ہیں' شہرستانی کی "تاریخ الملل والنحل" آج بھی موجود ہے' اس کے بعد بھی اس موضوع پر کتابیں ملتی ہیں' آپ ان میں سے وقت کا کوئی فتنہ اور کوئی ضلالت لے آئیں' ان میں سے کسی نہ کسی عنوان کے تحت آ جائے گی۔ "تحریف الغالین" کی حقیقت واضح کرنا "انتحال المبطلین" کی نقاب کشائی کرنا' اور "تاویل الجاھلین" کی قلعی کھولنا اور اس سب سے امت کی حفاظت کرنا آج بھی علماء کے ذمہ ہے۔

قادیانیت کا پس منظر کیا ہے؟ قادیانیت کو مسلمان معاشرہ اور اس وقت کی بے چین طبیعتوں کو متوجہ کرنے کا موقع کیسے ملا؟ آپ دیکھیں گے کہ ذہنی انتشار اور روحانیت کے غلط دعوے اور الہامات و مبشرات کی ارزانی و گرم بازاری اس کا سبب بنی جس نے اس کے لئے میدان مہیا کیا' ذہنوں سے یہ نکل گیا تھا کہ امت میں عمیق فہم دین صحیح طور پر دینی حقائق پیش کرنے' وقت کے فتنوں کا مقابلہ کرنے اور دین کے خلاف سازشوں کو ناکام بنانے کا سلسلہ بلا انقطاع قرن اول سے اس وقت تک رہا ہے' میں آپ کو آگاہی دیتا ہوں' (اپنے مطالعہ کی روشنی میں) کہ نئی نسل اور ہمارے تعلیم یافتہ طبقہ کا اعتماد اسلام کی مردم خیزی' شجر اسلام کی بارآوری' قرآن مجید کی تاثیر و ہدایت کی تسلسل اور اس امت کی طاقت تولید و انتاج (طاقت تخلیق نہیں کہتا) کہ قابلیت پر اعتماد نئی نسل کے ذہنوں میں آپ کو بحال کرنا پڑے گا' قادیانیت سے کم درجہ کے فتنے جن کے نام لینے کی ضرورت نہیں' وہ بھی اسی سے آ رہے ہیں کہ ہمارے اچھے خاصے پڑھے لکھے نہیں جانتے کہ شجر اسلام ہر زمانہ میں سرسبز و شاداب رہا اور دین کا درخت نئے شگوفے کھلاتا رہا اور ہر زمانہ میں نئے برگ و بار لاتا رہا' محافظین اسلام مجددین دین' قائدین ملت اور مجاہدین اسلام سے کوئی زمانہ خالی نہیں رہا' اور قرآنی و دینی حقائق کبھی یکسر و کلیتہً پردۂ خفا میں نہیں گئے اور دین عمومی تحریف اور امت اجتماعی انحراف کا کبھی شکار نہیں ہوئی' اور یہ دعویٰ کروں تو بجا ہے کہ پوری تاریخ اسلام میں ایک سال کی مدت اور کم از کم چھ مہینے کی مدت اور کہوں کہ وسیع عالم اسلام کے کسی محدود سے محدود رقبہ میں بھی کوئی ایسا زمانہ نہیں گذرا کہ حق بات کہنے والا ناپید ہو گیا ہو' اور دین کے بنیادی حقائق بالکل مجہول ہو گئے ہوں' اسی کی طرف اشارہ ہے' اس حدیث میں "لا تجتمع امتی علی ضلالة" میری امت پورے طور پر کبھی کسی گمراہی پر مجتمع نہیں ہو

گی۔ (رواہ ابن ابی عاصم)

آپ کو یہ کام کرنا ہوگا' اور یہ ایک مثبت اور ایجابی کام ہے آپ کو نئی نسل کا اعتماد قرآن مجید کی ابدیت پر قرآن مجید کی قوت تاثیر پر اور اس کی قوت تولید پر اور شریعت اسلامی کے زمانہ کا ساتھ دینے پر' اور اس کے نئے مسائل و مشکلات کو حل کرنے اور علوم اسلامیہ کی حیات ونمو کی صلاحیت پر' بحال کرنا پڑے گا' یہ خیال سخت خطرناک ہے کہ امت معاذ اللہ عقیم ہوگئی ہے' یہ علوم اسلامیہ اپنی طاقت و افادیت کھو چکے ہیں' ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے اور یہ اندھیرا صدیوں سے چلا آ رہا ہے' اس کے نتیجہ میں پھر کوئی مدعی پیدا ہوسکتا ہے' اس لئے آپ کو جہاں ایک طرف دفاعی کام کرنے پڑیں گے جو بسا اوقات ضروری ہو جاتے ہیں' وہیں آپ کو جرات مندانہ و دانشمندانہ اقدام بھی کرنا ہوگا' آپ کو دین کی ایسی تشریح کرنی ہوگی' جس سے امت کو اس دین کی ابدیت اور ہر زمانہ کا نہ صرف ساتھ دینے' میں دین کو اس سے بالاتر سمجھتا ہوں کہ صرف زمانے کا ساتھ دے سکنے کا ذکر کروں) بلکہ نئی نسل کی قیادت کی اور زمانہ کی رہنمائی کی صلاحیت کو ثابت کرنا ہوگا' زمانہ کا ساتھ دینا کیا ہوتا ہے' زمانہ کا ساتھ تو سارے مذاہب دے رہے ہیں' لیکن اپنے وقت پر صحیح قیادت' مسائل و مشکلات کا حل' امت اور نئی نسل کو نئے نئے فتنوں سے بچانے کی صلاحیت اس امت کے علماء اور قائدین کی خصوصیت ہے۔

حسین خواب

"نفحۃ العنبر" ص ۲۰۴ حضرت بنوری مرحوم خود لکھتے ہیں:

میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مصلیٰ پر ایک طرف عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام اور دوسری طرف حضرت سید انور شاہ کشمیریؒ تشریف فرما ہیں۔ میں کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے روح پرور چہرہ اقدس کی طرف دیکھتا اور کبھی چہرہ انور کی طرف دیکھتا۔ یہ کیفیت مجھ پر طاری تھی کہ ہر دو حضرات کے مبارک چہروں سے استفادہ و شرف زیارت سے مستفید ہو رہا تھا کہ بیدار ہوگیا۔ بیداری کے وقت خوشی و غم کی ملی جلی کیفیت تھی۔ خوشی ان حضرات کی زیارت کی اور غم کہ جلدی کیوں بیداری ہوگئی۔ اے کاش زیادہ وقت نظارہ کی سعادت نصیب ہو جاتی۔ اے مولیٰ کریم قیامت کے دن ان حضرات کی معیت نصیب فرما۔ (آمین)